معارفِ اسلامی **Ma’ārif-e-Islāmī**

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.23 Issue: 02 (July – December 2024)
Date of Publication: 25-December 2024

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	شرحِ حدیث میں سنن ابوداؤد کے مختلف نسخوں سے استفادہ (مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی بذل الجہود کا خصوصی مطالعہ) *Method & argument of Allama Anwar Shah Kashmiri in the light of Al-Arf al-Shadhi*
Authors & Affiliations	***1. Dr.Muhammad Haroon*** *International Post Doctoral Fellow,Institute of IRI,International Islamic University, Islamabad* drharoonuos@gmail.com ***2. Dr.Muhammad Feroz-ud-Din Shah*** *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha* muhammad.feroz@uos.edu.pk
Dates	***Received*** 15-08-2024 ***Accepted*** 12-10-2024 ***Published*** 25-12-2024
Citation	Dr. Muhammad Haroon, & Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah 2024. شرحِ حدیث میں سنن ابوداؤد کے مختلف نسخوں سے استفادہ (مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی بذل الجہود کا خصوصی مطالعہ) [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 December 2024].
Copyright Information	2024@ . شرحِ حدیث میں سنن ابوداؤد کے مختلف نسخوں سے استفادہ (مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی بذل الجہود کا خصوصی مطالعہ) by Dr. Muhammad Haroon, & Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

شرحِ حدیث میں سنن ابوداؤد کے مختلف نسخوں سے استفادہ (مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی بذل المجہود کا خصوصی مطالعہ)

Role of Different Manuscripts of Sunan Abu Dawood for Profound Elucidation with Special Reference to Badhl al-Majhood by Maulana Khalil Ahmad Saharanpuri

Abstract

Sunan Abu Dawood enjoys great popularity in the books of Hadith due to its reliability. As a result, scholars have written numerous commentaries on it, both among Arab scholars and those from the Indian subcontinent. One such notable figure from the subcontinent is Maulana Khalil Ahmad Saharanpuri, who authored a detailed commentary titled "Badhl al-Majhud fi hall e Sunan Abi Dawud" spanning fourteen volumes. This work has been highly regarded by scholars of the Hanafi school of thought. This book has remained a focal point of attention for scholars due to its distinctive features. One notable characteristic of this book is that the esteemed authors critically examine various versions of the explanation during the commentary of Sunan Abi Dawood. Differences between versions sometimes affect the status of the Hadith, which they particularly address. In such cases, if reconciling different versions does not resolve the issue, they resort to utilizing narrations from other sources that closely resemble the Hadith in question.Sometimes, in the name of the narrator or in the commentary provided by Imam Abu Dawood at the end of the Hadith, there are variations in wording. Maulana Saharanpuri, while acknowledging the differences among versions, provides his commentary and expresses his opinion. In some versions, discrepancies are also found in the translation of chapter headings; a Hadith may appear under one chapter in one version and under a different chapter in another. In such cases, Maulana Saharanpuri clarifies the original position of the Hadith to determine which chapter's heading suits it best.

Keywords: Sunan Abu Dawood, Maulana Khalil Ahmad Saharanpuri, Bazl al-Majhud fi hall e Sunan Abi Dawud, various versions.

موضوع کا تعارف

ذخیرہ کتبُ حدیث پر نگاہ دوڑانے سے پتہ چلتا ہے کہ امت مسلمہ میں صحاح ستہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی حدیث کی کسی اور کتاب کو نہیں مل سکی۔ صحیحین کے بعد جو کتاب اپنی ثقاہت کے اعتبار سے دیگر تین کتبِ سنن پر فوقیت کا درجہ رکھتی ہے وہ "سنن ابی داؤد" ہے، جسے اپنے خصائص و ممیزیات کی وجہ سے علمائے امت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہوئی۔ کتبِ حدیث میں سنن کی اہمیت کے پیش نظر علمائے محدثین نے اس کی بہت ساری شروحات لکھی، جن میں بعض تو مختصر، اور بعض مطول ہیں۔ سنن ابی داود کی شروحات کے لکھنے میں جہاں اہل عرب پیش پیش رہے، تو وہیں علمائے ہند کی طرف سے بھی اس کی شاندار شروح لکھی گئیں ۔ برصغیر میں سنن ابوداود کی شروحات میں سے ایک نمایاں ترین شرح "بذل المجہود فی حل سنن ابی داود" بھی ہے؛ جو مولانا خلیل احمد سہارن پوری (م1346ھ) کی تالیف ہے۔ جو دس

سال پانچ ماہ اور پانچ دن میں مکمل ہوئی[1]۔اس کتاب کو عرب وعجم کے مختلف مطابع نے مختلف جلدوں میں شائع کیا، لیکن مقالہ نگار کی رائے کے مطابق دار البشائر الاسلامیہ بیروت نے 2006ء میں اسے شیخ الحدیث مولانا زکریا اور ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ 14 جلدوں میں شائع کیا ہے، جو اس کے دیگر تمام ایڈیشنز میں سے سب سے جامع ہے۔ بذل المجہود کی من جملہ خصائص میں سے ایک خصوصیت سنن ابی داود کے مختلف نسخوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حدیث کی شرح کرنا ہے، جس سے حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ زیر نظر سطور میں مولانا سہارن پوری کے شرح حدیث کے دوران مختلف نسخوں سے استفادہ کے اسلوب کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔اس سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولف کتاب اور ان کی تالیف کے بارے میں مختصر معلومات حاصل کر لی جائیں:

مولانا خلیل احمد سہارن پوری، احوال وآثار

آپ کا نام خلیل احمد ،کنیت ابو ابراہیم اور نسبت انبیٹھوی ، سہارن پوری ہے۔آپ کی ولادت 1269ھ اوائل دسمبر 1852ء میں آپ کے نانیہالی قصبہ نانوتہ اور ضلع سہارن پور میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو مکتب بٹھانے کی تجویز آئی،آپ کے نانا مملوک علی نے بسم اللہ پڑھائی،اور قاعدہ شروع کروایا،ابتدائی تعلیم گوالیار میں اپنے چچا جناب مولانا انصار علی صاحب سے حاصل ہوئی۔ 1283ھ میں دار العلوم دیوبند کی تاسیس کی خبر پاکر دیوبند تشریف لے لئے،اور اپنے ماموں مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں چھ ماہ رہے۔1283ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کا قیام عمل میں آیا،آپ مظاہر علوم تشریف لے آئے،اپنے ماموں مولانا محمد مظہر صاحب کی زیر سرپرستی اس مدرسہ میں زیر تعلیم رہے۔ تفسیر ،حدیث،اصول حدیث، فقہ واصول فقہ وغیرہ مولانا مظہر صاحب سے پڑھی جب کہ منطق، فلسفہ وریاضی وغیرہ دیگر اساتذہ سے۔اس طرح انیس سال کی عمر میں آپ نے درس نظامی مکمل کیا۔آپ حنفی المسلک اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت تھے،جب حج کے لیے گئے تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے انہیں سند طریقت مرحمت فرمائی اور تحریری خلافت بھی عطا فرمائی اور اس اجازت نامہ پر حضرت گنگوہی نے اپنے دستخط ثبت کیے۔

اساتذہ وتلامذہ

آپ نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں نمایاں ترین مولانا محمد یعقوب علی بن مولانا مملوک علی نانوتوی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، شیخ فیض الحسن سہارن پوری کے نام سر فہرست ہیں۔آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے،ان میں سے مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی، مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی، شیخ عبد اللہ گنگوہی، مولانا میں زکریا اور حافظ فیض الحسن گنگوہی شامل ہیں۔1344ھ میں آپ حرمین شریفین میں تشریف لے گئے،اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی۔

عادات واخلاق

علوم وفنون میں آپ کو مہارت حاصل تھی، فن، مناظرہ وجدل میں ید طولی رکھتے تھے، فقہ وحدیث میں آپ کو درک حاصل تھا، عبادت وریاضت اور سلوک وطریقت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، سیاست سے دور رہتے تھے، اور ایسے امور میں مشغول رکھتے تھے جو اپنے لیے اور دین کے مفید ہوں، نہایت ہی نرم خو، رقیق القلب، ذکی الحس، اور صریح الکلام تھے، نظافت و اناقت کو پسند فرماتے تھے، تکلف واسراف کے بغیر صاف ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے، چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی، دینی حمیت وغیرت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

وفات

آپ فالج کے مرض میں مبتلا ہوئے اور 1346ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی، مدرسہ شرعیہ دینیہ مدینہ منورہ کے صدر مدرس شیخ میں طیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، اور بقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جوار میں سپرد خاک ہوئے۔

تصانیف

آپ نے درس وتدریس، افتاء، دعوت وتبلیغ، بحث ومناظرہ، سلوک وطریقت اور مراقبہ میں اپنی مشغولیت کے ساتھ ساتھ اپنے پیچھے یادگار تصانیف چھوڑی ہیں، ان میں سب سے نمایاں ترین بذل المجہود فی حل سنن ابی داود ہے۔اس کے علاوہ المھند علی المفند، اتمام النعم علی تبویب الحکم، مطرقۃ الکرامۃ علی مراۃ الامامۃ، ہدایات الرشید الی افحام العنید، براہین قاطعہ بجواب انوار الساطعہ، رسالہ تنشیط الاذان اور رسالہ غنیۃ الناسک شامل ہے۔

بذل المجہود کی تالیف کا پس منظر

زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کے قلب میں اس شرح کا داعیہ تھا مگر کام کوئی معمولی نہ تھا، وقت بھی وسیع چاہتا تھا اور دماغ بھی ذکی اور تمام افکار سے فارغ۔اس لیے شوق وولولہ آپ کی ہمت ابھارتا مگر چار طرف موانع ومشاغل کا ہجوم ہمت کو پست کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ تین مرتبہ آپ نے خیال کو عزم کے درجہ میں لا کر قلم اٹھایا اور کام شروع کیا مگر پورا ہونا تو در کنار معتد بہ مقدار بھی پوری نہ ہوئی اور آخر وہ لکھا ہوا مسودہ گم ہو گیا، تیسری مرتبہ مسودہ آپ کے کاغذات میں ملا تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا تھا: حل المعقود الملقب بالتعليق المحمود على سنن ابی داؤد مرة ثالثة 1311ھ۔[2]

بذل المجہود کا آغاز

2ربیع الاول 1335ھ کو کتب خانہ سے وہ کتابیں لی گئی جن کی شرح کے لیے ضرورت تھی، اور 3 یا 4 ربیع الاول کو بیٹھ کر بسم اللہ لکھی گئی۔ مولانا محمد زکریا صاحب کاتب بنے کہ حضرت رعشہ کی وجہ سے لکھنے سے معذور تھے[3]۔

بذل المجہود کی مدت تالیف

ربیع الاول 1335ھ میں شروع ہوئی اور 21 شعبان 1345ھ پورے دس سال پانچ ماہ اور دس دن میں بڑی تقطیع کے تقریبا دو ہزار صفحات پر مشتمل پانچ جلد میں مکمل ہوئی۔ آپ نے ختم پر 23 شعبان جمعہ کے دن علمائے مدینہ اور احباب حاضرین کی ضیافت فرمائی۔[4]

اہل نظر کو بذل المجہود پر ناقدانہ نظر کی دعوت

اثنائے تالیف آپ کا معمول بڑے اہتمام سے یہ رہا کہ جب کبھی نئی بحث تحریر فرماتے تو احباب اور خدام کو خاص طور اس کے دیکھنے کی تاکید فرماتے اور اصلاح واشکال کا تقاضہ کیا کرتے، حضرت رائپوری جب تشریف لاتے، تو انہیں خاص طور پر سنواتے، حضرت تھانوی، مولانا شبیر احمد، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مفتی عزیز الرحمن اور مولانا صدیق

احمد صاحب وغیر ہم جیسے باکمال اور اہل علم حضرات جب بھی تشریف لاتے، تو ان پر بذل المجہود کا مسودہ پیش کرتے اور ناقدانہ نگاہ ڈالنے کی فرمائش کرتے۔[5]

شرح میں معتمد علیہ کتب، جن سے زیادہ استفادہ کیا گیا

بعض تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ اس شرح کی تسوید میں 52 مجموعمائے حدیث اور ان کی شروح مولف کے پیش نظر رہیں۔ اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کی 28 کتابیں، فقہ حنفی کی 15 کتابیں، اصول حدیث اور اصول فقہ کی چھ چھ کتابیں، غریب الحدیث واللغۃ کی چھ کتابیں، سیر وتاریخ کی چھ مشہور ومستند کتب اور دیگر علوم کی دوسری اہم کتابیں آپ کے پیش نظر رہیں۔ مزید برآں مولف ممدوح فرماتے ہیں کہ حدیث کی شرح وتوضیح میں ملا علی قاری کی کتاب "**مرقاۃ المفاتیح**" علامہ بدرالدین عینی کی "**عمدۃ القاری**" اور حافظ ابن حجر کی "**فتح الباری**" پر زیادہ اعتماد کیا گیا ہے۔ اور مسائل فقہیہ میں علامہ کاسانی کی "**بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**" رواۃ کے سلسلے میں حافظ ابن حجر کی "**التقریب**" اور "**التھذیب**" علامہ سمعانی کی کتاب "**الانساب**" پر اور حل لغات میں "**مجمع البحار، القاموس المحیط اور لسان العرب**" پر زیادہ اعتماد کیا گیا ہے۔[6]

شرحِ حدیث کے دوران قلمی کتابوں کی تلاش وجستجو

شرحِ حدیث کے دوران حدیث کے جس قلمی نسخے کا آپ کو پتہ چلتا تو کوشش فرماتے کہ جس قیمت پر ملے اسے خرید لیا جائے یا پھر نقل کروالیا جائے۔ اس لیے بہت ساری حدیث کتابیں جن کی شرح حدیث کے دوران ضرورت ہوتی، اور وہ نایاب ہوتیں، اور ان کے قلمی نسخے کا پتہ چلتا تو اسے نقل کروالیا کرتے تھے، ذیل میں اس کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

مصنف عبدالرزاق کی جلد سوم اور چہارم کی نقل

چنانچہ جب آپ 1338ھ میں حج کے لیے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ میں آپ کو پتہ چلا کہ یہاں ایک شخص کے پاس مصنف عبدالرزاق کی جلد سوم اور چہارم کا قلمی نسخہ موجود ہے، اس لیے اسے خریدنے کے لیے جب مالک سے بات کی گئی تو اس نے بیس گنا زیادہ قیمت مانگی، اس پر آپ نے مولانا زکریا، مولانا انیس احمد اور مولانا محمد اسحاق کو حکم دیا کہ اس نسخہ کو ہاتھ سے نقل کرلیں، چنانچہ ان حضرات نے اسے نقل کرنا شروع کیا اور چند دنوں میں کام مکمل ہو گیا، اصل نسخے میں غلطیاں تھی بعد میں ان کی اصلاح کرلی گئی۔[7]

سنن بیہقی کی نقل

اسی طرح سنن بیہقی کے قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود تھے؛ مولانا عزیزالرحمن گنگوہی نے وہ نقل کروا کر مولانا سہارن پوری کو بھیجے۔[8]

مصنف ابن ابی شیبہ کی نقل

آپ کو پتہ چلا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک جلد کا قلمی نسخہ سندھ میں پیر جھنڈا کے مشہور کتب خانہ میں ہے آپ نے اس کی نقل کی کوشش فرمائی اور اس شرط پر اس کا حصول ممکن ہوا کہ مصنف عبدالرزاق آپ ان کو دیدیں۔ چنانچہ دونوں کتابوں کا نقل کے لیے تبادلہ ہوا اور واپسی ہو کر ہر ایک کتب خانہ میں دونوں نایاب کتابوں کے نسخے جمع ہو گئے۔[9]

ابن رسلان کی نقل

سنن ابوداود کی مشہور شرح ابن رسلان کی جلد اول اور دوم مکتبہ محمودیہ میں نظر پڑی، تو آپ نے اجرت پر اس کی نقل کروا کر مدرسہ کے کتب خانہ کے لیے بھجوادی[10]۔

جمع الفوائد کا قلمی نسخہ

مولانا بدر عالم میر ٹھی فرماتے ہیں کہ 1343ھ میں مصر گیا؛ واپسی براستہ شام و عراق ہوئی، دمشق میں قیام کے زمانے میں مجھے پتہ چلا کہ سید بدرالدین محدث کے پاس جمع الفوائد کا قلمی نسخہ کامل موجود تھا؛ لیکن ترکی اور فرانس کی جنگ میں ان کا مکان نذر آتش ہوا تو وہ نایاب نسخہ بھی جل گیا، مگر اس کی ایک نقل قصبہ کفرسوسہ کے قدیم کتب خانہ میں جو دمشق سے تقریباً ستر میل پر ہے، شیخ محمود بن رشید کے پاس محفوظ ہے، مجھے شوق ہوا کہ اس کی حفاظت کا شرف ہندی مسلمانوں کو نصیب ہو، اس لیے مولانا محمود سے ملا، اور وہ کتاب ہندوستان لا کر مولانا خلیل احمد سہارن پوری کے سامنے پیش کی۔ آپ نے بڑے شوق سے کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور خواہش ظاہر کی کہ کاش کہ یہ طبع ہو جائے۔ کیونکہ وہ جامع الاصول اور مجمع الزوائد کا مجموعہ تھا، جس میں علامہ محمد بن محمد رودانی نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود و نسائی و ابن ماجہ، موطا امام مالک، مسند ابی یعلی موصلی، مسند ابو بکر بزار، مسند دارمی اور طبرانی کی معجمات ثلاثہ کبیر، اوسط اور صغیر چودہ کتابوں کی تمام حدیثوں کو بحذف مکررات و ترک اسانید ایک عجیب ترتیب سے جمع کیا تھا۔ چنانچہ بندہ نے اس کی تخریج و تصحیح میں تین سال محنت اٹھا کر مصری ٹائپ میں اس کو طبع کر دیا۔[11]

بذل المجہود کی فنی خصائص و ممیزات

بذل المجہود اپنی فنی ممیزات و خصوصیات کی وجہ سے اہل علم میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ اہل عرب بھی اس سے خاص طور پر استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں اس کتاب کی فنی ممیزات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے یہ شرح دیگر شروحات کے مقابلے میں زیادہ قابل اعتناء رہی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ چند خصوصیات تو وہ ہیں جنہیں مولف ممدوح نے اپنی شرح کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے؛ مزید برآں مقالہ نگار کی رائے کے مطابق یہ شرح اپنے اندر دیگر خصوصیات بھی رکھتی ہے، جنہیں ذیل کی سطور میں درج کیا جاتا ہے۔ مولانا خلیل احمد سہارن پوری بذل المجہود کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: وأهتم في هذا الشرح بأمور قلّما يوجد في غيرها:

منها: أن جُل مباحثها منقول من كلام أكابر القدماء بما يتعلق بتوضيح الحديث وغيره، ولهذا في أكثر مواضعها عزوته إلى قائله، وفي بعضها ما نسبته إليه، وأما ما يتعلق بحل أقوال أبي داود فخاطري مقتضبه غالبًا, لأنه لا يوجد من كتب المتقدمين ما يحل صعب أقواله[12]

- اس کتاب کے اہم ترین مباحث اکابر قدماء کے کلام پر مشتمل ہیں، حدیث کی تشریح اور مفہوم و مراد کی تعیین میں انہیں اقوال کو دلیل راہ بنایا گیا ہے۔ بالخصوص مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد یحیٰ کاندھلوی کے اقوال بیشتر مقامات پر ملیں گے، اور کہیں ان کے نام سے صرف نظر بھی کی گیا ہے۔
- مولف ممدوح فرماتے ہیں کہ میں نے قال ابوداود کی توضیح و تشریح خود اپنے وسعت مطالعہ سے کی ہے، کیونکہ متقدمین کی کتب میں ان مقامات کو اس طرح سے حل نہیں کیا گیا۔

- سلسلہ سند میں جس راوی کا نام پہلی مرتبہ آئے تو اس کے بارے میں مکمل تفصیل فراہم کرتے ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ بذل المجہود سنن ابی داود کے رواۃ کی انسائیکلوپیڈیا ہے، تو عبث نہ ہوگا۔
- وہ حدیث جو فقہی مسئلہ سے متعلق ہو، تو ایسی صورت میں ائمہ ثلاثہ کے مذاہب کے ساتھ ساتھ فقہائے احناف کے موقف کو بڑے مدلل انداز سے ذکر کرتے ہیں۔ اگر وہ روایت ایسی ہو جو فقہ حنفی کے مذہب کے موافق ہو تو وہاں اتنا طویل کلام نہیں کرتے، لیکن اگر وہ روایت بہ ظاہر مذہب احناف کے معارض ہو تو ایسی صورت میں احناف کا مستدل ذکر کرتے ہیں اور پیش نظر اعتراض کی ایسی توجیہ پیش کرتے ہیں جو ہر شخص کے لیے قابل قبول ہو جائے۔
- ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے، اور جہاں حدیث اور ترجمۃ الباب میں بہ ظاہر مناسبت واضح نہ ہو رہی ہو تو وہاں معقول توجیہ پیش کر کے مناسبت ثابت کرتے ہیں، اور ایسی صورت میں بہت سارے مقامات پر اکابر قدماء کے آراء کو بطور دلیل کے پیش فرماتے ہیں۔
- اپنے پیش رو شارحین حدیث کے تسامحات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں، اس سلسلے میں نہ صرف ان تسامحات کی طرف رہنمائی کرتے بلکہ دلائل کے ساتھ ان کی تردید کر کے صحیح مفہوم کو منصہ شہود پر لاتے ہیں، تاکہ قاری اور طالب علم مزید کسی غلطی میں مبتلا نہ ہو جائے۔
- حدیث کی تفہیم کے لیے بلاغی، نحوی اور صرفی پہلوؤں سے بھی خوب استفادہ کرتے ہیں، اور حدیث کو سمجھانے کے لیے ایسی تعبیر اختیار فرماتے ہیں کہ ایک عام قاری (جو ان فنون میں مہارت نہیں رکھتا) کے لیے بھی وہ مفہوم سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔
- حدیث میں وارد ہونے والے غریب الفاظ کی توضیح و تشریح بھی مختلف اسالیب کے ساتھ کرتے ہیں، کہیں قرآنی آیات سے استشہاد، کہیں احادیث سے اور کہیں عربی اور کہیں فارسی اشعار سے استشہاد، کہیں ماہرین غریب الحدیث کی آراء سے استفادہ اور کہیں اکابر قدماء کی آراء کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔
- مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث کے حل میں بھی جابجا تطبیق، ترجیح اور تنسیخ کے حوالے سے ایسی توجیہات پیش کرتے ہیں جو بہت معقول ہوتی ہیں۔
- احادیث سے مسائل فقہیہ کا استنباط و استخراج بھی اس شرح کا خاصہ ہے، نہ صرف مسائل فقہیہ کا استنباط کرتے ہیں بلکہ اس ضمن میں فرق باطلہ کا بھی رد کرتے ہیں۔
- مسلکی عصبیت کے بالاتر ہو کر دلائل کی روشنی میں ان اقوال کو ترجیح دیتے ہیں جو مولف کے نزدیک درست ہوتے ہیں، اس ضمن میں مخالف کی تردید بھی مدلل انداز سے کرتے ہیں۔
- متن اور سند میں آنے والے مبہمات کی توضیح کرنے کا از حد اہتمام کرتے ہیں، اور اس سلسلے میں بھی زیادہ تر اکابر اور پیش رو شارحین کے کلام سے استفادہ کرتے ہیں۔

بنیادی سوال

کتبِ حدیث کے نسخے مختلف کیوں ہوتے ہیں؟اور نسخوں کا یہ اختلاف، حدیث کی تفہیم میں کس قدر مخل ہو سکتا ہے؟ نیزاگر شرح حدیث میں متعدد نسخوں کو سامنے رکھا جائے تو حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی میں کس قدر مدومعاون ہو سکتا ہے؟

سنن ابوداؤد کے نسخے اور تعدد نسخ کی وجہ

دیگر کتب صحاح کی طرح سنن ابوداؤد کے بھی متعدد نسخے ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعدد نسخ سے کیا مراد ہے؟سو اس سلسلے سے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے زمانے میں تحصیلِ حدیث کا طریقہ اور صورت یہ ہوتی ہے کہ طالب علم حدیث کی کتاب سامنے رکھ کر کسی استاذ سے اس کو سمجھتااور پڑھتاہے،اور جس زمانے کی یہ تصانیف ہیں اس زمانے میں تو مطابع اور اس طرح کے پرنٹرز نہیں ہوا کرتے تھے،اس طریقے سے کتب حدیث کے نسخے مطبوعہ نہیں ملتے تھے، جس طرح اس زمانے میں ملتے ہیں، بلکہ اس زمانہ میں تحصیلِ حدیث اس طرح پر ہوتی تھی کہ ایک طالبِ حدیث کسی محدث کی خدمت میں جاتاہے اوران کی خدمت میں جاکر عرض کرتاہے کہ میں آپ سے آپ کی روایات کا سماع کرناچاہتاہوں اوران کو معلوم کرناچاہتاہوں۔اس پر وہ محدث اپنی کتاب سے یااپنے حافظہ سے اپنے شاگردوں کوان احادیث کا املاء کرادیا کرتے تھے۔وہاں طالب علم کامقصودپڑھنے سے متونِ حدیث اوران کی اسانید کو حاصل کرناہوتا تھا،جوپہلے سے ان کے علم میں یا کسی کتاب میں ان کے پاس موجود نہ ہوتی تھیں۔گویا اصل روایات کو حاصل کرنا مقصود ہوتا تھا اور اس زمانہ میں یہ صورتِ حال نہیں ہے۔بلکہ اب تو یہ ہے کہ جن احادیث کو وہ استاذ سے پڑھناچاہ رہاہے جس طرح وہ استاذ کے پاس مطبوعہ کتاب میں موجود ہیں،اس طرح وہ احادیث خود شاگرد کے پاس پہلے سے موجود اور محفوظ ہیں۔اب جب یہ بات ہے کہ اس زمانہ میں تلامذہ اپنے استاذ سے احادیث سن کر لکھتے اور جمع کرتے تھے، ظاہر ہے لکھنے والے شاگرد مختلف ہوتے ہیں، بعض شاگردوں نے امسال پڑھااور بعض نے گذشتہ،اور بعض نے گذشتہ سے گذشتہ،اسی محدث سے سن سن کر احادیث لکھیں ،توجس سال اس محدث نے اپنے شاگردوں کو جتنی روایات کا املاء کرادیاان کے پاس اتنی محفوظ ہو گئیں۔اب استاذ کے املاء کرانے میں مختلف سنین میں روایات میں کمی وزیادتی ہوتی تھی،جیساکہ اس زمانہ میں شاگرد اپنے استاذ کی روبرو تقریر ضبط کرتے ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ کہ جتنی تقریراستاذنے امسال کی ہے اتنی ہی تقریر گذشتہ سال کی ہو، بلکہ کلام کی کمی وزیادتی میں یقیناًفرق ہوتاہے اسی طرح اس زمانہ میں نفسِ روایات کی تعداد میں کمی وزیادتی کا فرق ہو جاتا تھا۔لہذااس وجہ سے نسخوں میں اختلاف واقع ہو جاتاہے[13]۔دیگر کتب صحاح کی طرح سنن ابوداؤد کے بھی مختلف نسخے ہیں،ان میں سے بعض نسخے تو ابھی تک مخطوط ہیں اور بعض چھپ بھی چکے ہیں۔صاحب ''عون المعبود''فرماتے ہیں کہ انہیں سنن ابوداؤد کے گیارہ نسخے ملے ان میں سے اکثر کا تعلق ابو علی لؤلؤی کی روایت سے ہے البتہ ایک نسخہ کا تعلق ابن داسہ کی روایت سے ہے،البتہ جب ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تقابل کیا گیاتو معلوم ہواکہ یہ ابن داسہ،ابن العبداور ابن الاعرابی کی روایات کو بھی جامع ہے، بلکہ کچھ روایات توامام رملی کی بھی ان میں ملتی ہیں۔[14]جب کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سنن ابوداو کے متعدد نسخے ہیں۔[15]یہی وجہ ہے کہ اپنی اس شرح میں نسخوں کے اختلاف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔مولانا تقی الدین ندوی فرماتے ہیں کہ انہیں سنن ابی داؤد کاایک مخطوط نسخہ ابو ظہبی کے رئیس القضاۃ شیخ احمد عبدالعزیز کے کتب خانہ میں ملا، جس پر بہت سارے علماء ومحدثین کے دستخط تھے۔مزید برآں وہ فرماتے ہیں کہ:اعتقد انها اصح

النسخ لسنن ابی داؤد[16] یعنی میرے خیال میں یہ نسخہ سب نسخوں سے صحیح ترین ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہاں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ نسخہ کس کی روایت کا ہے۔

نسخہ ابو علی لؤلؤی (م333ھ)

یہ نسخہ ابو علی لؤلؤی کا ہے جن کا پورا نام محمد بن احمد عمرو البصری (م333ھ) ہے[17]،ان کو لؤلؤی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عربی زبان میں "لؤلؤ" موتی کو کہا جاتا ہے، غالباان کے ہاں موتیوں کی خرید و فروخت ہوتی ہو گی جس کی بناء پر انہیں "لؤلؤی" کہا جاتا ہے[18]۔ ہمارے بلادِ مشرق میں ان کا نسخہ رائج ہے۔ انہوں نے یہ نسخہ 275ھ میں امام ابوداؤد سے روایت کیا تھااور یہ آخری املاء ہے جو انہوں نے اس سنِ مذکور میں کرایا، کیونکہ یہی ان کا سنِ وفات ہے۔ اسی وجہ سے اس نسخے کو **اصح النسخ** سمجھا جاتا ہے۔ اس نسخہ کو امام ابوداؤد سے دو اشخاص نے نقل کیا ہے ان کے نام علامہ تقی الدین ندوی نے بذل المجھود کے مقدمہ میں ذکر کیے ہیں۔ امام ابو عمرو قاسم بن جعفر بن عبدالواحد الھاشمی اور حافظ عبداللہ الحسین بن بکر بن محمد الوراق[19]۔

نسخہ ابن داسہ

ابن داسہ کا پورا نام ابو بکر محمد بن بکر بن داسہ التمار البصری ہے ،بلادِ مغرب میں یہی نسخہ مشہور ہے ۔امام ابو سلیمان الخطابی (م388ھ) جو مشہور شراحِ حدیث میں سے ہیں اور سنن ابوداؤد کے بھی شارح ہیں ،انہوں نے سنن ابوداؤد براہِ راست ابن داسہ سے اخذ کی ہے، وہ فرماتے ہیں: "قرأته بالبصرة على ابى بكر بن داسة "اور پھر اخذ کرنے کے بعد اپنے اسی نسخے پر شرح بھی لکھی ہے جو معالم السنن کے نام سے مشہور ہے۔ ابن داسہ اور لؤلؤی کے نسخوں میں فرق صرف تقدیم و تاخیر کا ہے، کمی زیادتی کا نہیں۔ علامہ سیوطی (م911ھ) فرماتے ہیں کہ زیادہ اتم اور اصح نسخہ تو "ابن داسہ "کا ہے مگر سماع کے اعتبار سے متصل نسخہ لؤلؤی کا ہے۔[20]

نسخہ رملی (م320ھ)

یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخے کے زیادہ قریب ہے ،ان کا پورا نام ابو عیسیٰ اسحاق بن موسیٰ الرملی ہے ،وراق ابی داؤد کے نام سے مشہور ہیں، وراق کے معنی بظاہر محافظ کتب خانہ کے ہیں۔ ان کو رملی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ رملۃ نامی بستی میں پیدا ہوئے جو فلسطین کا ایک شہر ہے، اپنی عمر کا اکثر حصہ بغداد میں گزارا، اور 320 ہجری میں انتقال فرما گئے۔[21]

نسخہ ابن الاعرابی (م341ھ)

ابن الاعرابی کا پورا نام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشیر ہے ابن الاعرابی کی کنیت سے معروف ہیں۔[22] نیز یہ بات یاد رہے کہ یہ ابن الاعرابی وہ مشہور ابن الاعرابی نہیں ہیں جو لغت کے امام ہیں، وہ محمد بن زیاد ہیں اور ان کی وفات 231ھ میں ہے ،اور صاحب نسخہ بعد والے زمانے کے ہیں۔[23] یہ نسخہ ناقص ہے، اس میں کتاب الفتن والملاحم، کتاب الحروف والخاتم اور کتاب اللباس کا نصف حصہ ساقط ہے، نیز کتاب الصلاۃ اور کتاب ا لنکاح کے کچھ اوراق بھی اس میں موجود نہیں ہیں۔[24]

نسخہ ابن العبد (م328ھ)

ابن العبد کا پورا نام ابو الحسن علی بن الحسن بن العبد الانصاری ہے[25]۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس نسخہ میں بعض رواۃ اور اسانید پر ایسا کلام ہے جو دوسرے نسخوں میں نہیں پایا جاتا۔[26]

سنن ابی داود کے مختلف نسخے، جن سے استفادہ کیا گیا

مولانا خلیل احمد سہارن پوری (م 1346ھ) نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں سنن ابی داود کے مختلف نسخ کی وضاحت فرمائی ہے، اور اس وقت جتنے نسخے ان کے ہاں دستیاب تھے، ان کا تذکرہ بھی کیا ہے؛ مناسب معلوم ہوتا ہے ان نسخ کے بارے میں تھوڑی وضاحت کر دی جائے۔ مولانا سہارن پوری لکھتے ہیں: وكان بيدي من نسخ أبي داود نسخ متعددة: أولاها: نسخة مكتوبة عتيقة مصححة، قوبلت ببعض النسخ، وقرئت على بعض المشايخ، وقُرِئَت على مولانا الشيخ محمد إسحاق الدهلوي ثم المهاجر المكي، وهي مملوكة لمولانا خليل الرحمن ابن مولانا الشيخ الحاج الحافظ أحمد علي المحدث السهارنفوري – رحمه الله تعالى–.[27] "اس وقت میرے پاس سنن ابی داود کے متعدد نسخے موجود ہیں: ان میں پہلا نسخہ جو سب سے پرانا اور سب سے صحیح ترین ہے، جسے نہ صرف بعض نسخوں کے تقابل کے بعد صحیح قرار دیا گیا ہے بلکہ بعض مشائخ خاص طور پر شیخ محمد اسحاق دہلوی کے سامنے پڑھ کر بھی سنایا گیا ہے۔ اس وقت یہ نسخہ شیخ احمد علی المحدث سہارن پوری کے بیٹے مولانا خلیل الرحمن کی ملکیت میں ہے"۔

مزید برآں لکھتے ہیں کہ دوسرا نسخہ وہ ہے جس سے صاحب عون المعبود نے استفادہ کیا ہے، تیسرا نسخہ وہ جس کی تصحیح دیگر نسخ کے ساتھ تقابل کے بعد شیخ محمود حسن دیوبندی نے کی، شرح حدیث کے دوران جب نسخ سنن ابی داود میں اختلاف ملتا ہے تو زیادہ تر اسی نسخے پر اعتماد کرتا ہوں، یہ نسخہ **المطبعة المجتبائية** دہلی سے 1318ھ میں شائع ہوا۔[28] چوتھا نسخہ جو کہ مصر کے **المطبعة الخيرية** سے اوائل ذی الحجہ 1310ھ میں زرقانی شرح موطا کے حوامش کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ پانچواں نسخہ مولانا شیخ فخر الحسن گنگوہی کے حواشی کے ساتھ **اصح المطابع** سے بعض نسخوں میں **المطبع النامى** کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ بذل المجهود میں جب **نسخه الكانفورية** کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی نسخہ ہوتا ہے[29] چھٹا نسخہ **اصح المطابع** سے 1318ھ میں طبع ہوا ہے، بذل المجهود میں جب **نسخة اللكهنوية** کا ذکر ہو تو اس سے مراد یہی نسخہ ہوتا ہے۔[30] ساتواں نسخہ دہلی کے **المطبعة القادرية** سے مطبوع ہے، جو 1272ھ میں مکمل شائع ہوا۔[31] مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے اپنی کتاب کی جلد 10[32] اور جلد 13[33] میں اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ بذل المجهود کی تالیف کے دوران انہیں مدینہ منورہ میں سنن ابی داود کے دو اور قلمی نسخے بھی ملے ان میں ایک نسخہ **مختصر المنذرى** کے ساتھ مطبوع تھا۔ مقالہ نگار کی رائے کے مطابق بذل المجهود میں جب **النسخه المدنية** کہا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی نسخہ ہوتا ہے۔

بذل المجهود میں متعدد نسخوں سے استفادہ اور مولانا سہارن پوری کا اسلوب

مولانا سہارن پوری کی عادت یہ بھی رہی ہے کہ شرح حدیث کے دوران متن یا سند میں کسی بھی جگہ اختلاف دیکھیں تو اسے سنن ابوداود کے مختلف نسخوں کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ مختلف اسالیب اپناتے ہیں ، کہیں صرف نسخوں کے اختلاف کے ذکر پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، کہیں ذکر اختلاف کے بعد ان کے اصوب یا اقرب الی الصحیح ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیتے ہیں، بعض اوقات متن میں آنے والے الفاظ میں اگر نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہو تو ایسی صورت میں اس روایت کے دیگر طرق کو حدیث کی دیگر کتب کے ذریعے سے حل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں، بعض

اوقات ترجمۃ الباب کے الفاظ میں بھی متعدد نسخے مختلف ہوتے ہیں ایسی صورت میں ہر ایک کا الگ الگ معنی بھی بیان کردیتے ہیں۔

ترجمۃ الباب کے کسی اور باب میں ہونے کی طرف اشارہ

بعض اوقات ترجمۃ الباب کسی باب میں ہونے یا نہ ہونے میں نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے، مولانا سہارن پوری ایسی صورت حال میں نہ صرف اس اختلاف کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ ترجمۃ الباب کو کس باب کے تحت ہونا چاہیے، اس کی بھی وضاحت کردیتے ہیں۔اس کی مثال کتاب الاطعمۃ کے باب فی تمر العجوۃ کے ترجمۃ سے ملتی ہے: مولانا سہارن پوری نے ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہوئے سب سے پہلے عجوہ کی توضیح کی ہے: وهو نوع من أجود التمر[34] "عجوہ کھجور، تمام انواع کھجور میں سب سے اعلی کھجور ہے"۔اس کے بعد اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهذه الترجمة تأتي في كتاب الطب، وكذا حديث محمد بن عبادة يأتي أيضًا في الطب في "باب الأدوية المكروهة"، وهو هناك أليق، وليس ههنا في كثير من النسخ[35] "یہ ترجمہ اصل میں کتاب الطب میں آتا ہے، اور اس باب کی پہلی حدیث جو محمد بن عباد کے طریق سے مروی ہے وہ بھی کتاب الطب کے باب الادویۃ المکروھۃ میں آتی ہے، اور مناسب اور لائق بھی یہی ہے کہ یہ ترجمۃ الباب کتاب الطب ہی میں ہو، سنن ابی داؤد کے بہت سارے نسخوں میں یہ ترجمۃ الباب کتاب الاطعمہ میں نہیں ہے"۔اس مقام پر جہاں نسخوں کے اختلاف کا تذکرہ کیا تو وہیں ترجمۃ الباب کے صحیح مقام کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے۔

صیغوں کا اختلاف

بعض اوقات قال ابوداود میں مختلف نسخوں میں صیغے کا اختلاف ہوتا ہے، مولانا سہارن پوری اس اختلاف کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ اولی اور اصوب کی طرف اشارہ کردیتے ہیں ، اس کی مثال کتاب الخراج کے باب فی اقطاع الارضین کی اس روایت سے ملتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحُنَيْنِيَّ، قَالَ: قَرَأْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ – يَعْنِي كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وحَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ،قال حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ،[36] امام ابوداؤد نے حدیث کے آخر میں حدیث مذکور کے ایک اور طریق کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایاہے: عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُوَيْسٍ،قال حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ۔ مولانا سہارنپوری اس عبارت کی توضیح میں اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أنا أبو أويس قال) هكذا بلفظ "قال" في النسخة المكتوبة القلمية والمجتبائية والقادرية ونسخة "العون"، والأولى حذفه، كما في النسخة المصرية وتقديره: "قالا" بصيغة التثنية، والضمير يعود إلى الحنيني وأبي أويس فإنهما يرويان عن كثير بن عبد الله.[37] "ابو اویس کے بعد جو لفظ "قال" ہے، اس کے بارے میں سنن ابی داؤد کے نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، قلمی نسخہ میں اور مجتبائیہ، قادریہ اور عون المعبود کے نسخے میں اسی طرح لفظ "قال" موجود ہے، لیکن اولی یہ ہے کہ اس جگہ لفظ "قال " نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ سنن ابی داؤد کے مصری نسخہ میں ہے، اصل میں یہاں تثنیہ کا صیغہ "قالا" ہونا چاہیے، اس صورت میں تثنیہ کی ضمیر لوٹے

گی حنینی اور ابو اویس کی طرف، کیونکہ یہ دونوں حضرات کثیر بن عبداللہ سے روایت کر رہے ہیں۔"مولانا سہارنپوری نے اس مقام پر جہاں اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کیا تو وہیں اولی کی طرف بھی رہنمائی کر دی،اور اولیت کی دلیل بھی ذکر کر دی۔

ترجمۃ الباب کے الفاظ میں اختلاف

بعض او قات ترجمۃ الباب کے الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے،مولانا سہارن پوری سب سے پہلے متعدد نسخوں کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں اور پھر ہر ہر لفظ کی الگ الگ توجیہ بیان کر دیتے ہیں جس سے تمام الفاظ میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔اس کی مثال باب: فی الطلاق علی غلط کے ترجمۃ الباب سے ملتی ہے۔مولانا سہارن پوری ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وفي بعض النسخ: "على غيظ" بدل "على غلط". ونقل في الحاشية عن "فتح الودود": أي في حالة الغضب، وهكذا في كثير من النسخ، وفي بعضها: "على غلط"، فالمعنى: في حالة يخاف عليه الغلط، وهي حالة الغضب، والأقرب أنه غلط، والصواب: غيظ. ثم الطلاق على غيظ واقع عند الجمهور، وفي رواية عن الحنابلة أنه لا يقع، والظاهر أنه مختار المصنف رحمه الله تعالى، انتهى[38]"بعض نسخوں میں "غلط" کی جگہ "غیظ" کے الفاظ ہیں یعنی حالت غضب میں طلاق دینا،فتح الودود کے حاشیہ میں یہی بات نقل کی گئی ہے اور سنن ابی داود کے اکثر نسخوں میں "غیظ" کے الفاظ ہی مذکور ہیں،جب کہ بعض نسخوں میں "غلط" کے الفاظ مروی ہیں۔"باب فی الطلاق علی غلط" کی صورت میں معنی ہو گا کہ ایسی حالت میں طلاق دینا جس میں غلطی کا غالب گمان ہو،اور وہ حالت غضب ہی ہے۔ان دونوں الفاظ میں کون سا درست ہے؟اس حوالے سے مولانا سہارن پوری نے اپنا تبصرہ فرمایا ہے: "باب فی الطلاق علی غلط" کے الفاظ اقرب الصواب ہیں، لیکن "علی غیظ" کے ساتھ زیادہ درست اور صواب معلوم ہوتا ہے۔حالت غضب میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟جمہور حضرات کے ہاں ہو جاتی ہے جب کہ حنابلہ کے ہاں نہیں ہوتی اور بہ ظاہر امام داود کے مذہب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مقالہ نگار کی رائے

مذکورہ سطور میں مولانا سہارن پوری نے جہاں ترجمۃ الباب کے الفاظ میں اختلاف کی وضاحت کی وہیں صواب اور اقرب الی الصواب کی نشاندہی بھی کر دی، نیز مختصر انداز میں فقہی مسئلہ کی بھی توضیح کر دی۔تاہم اس مقام پر اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ "غلط" کے الفاظ کون سے نسخے میں ہیں اور "غیظ" کے الفاظ کس نسخے میں ہیں،جیسا کہ عام طور پر ایسے مقامات پر ان کی عادت اور صنیع رہا ہے۔

متن کے بعض الفاظ کا اختلاف

بعض او قات حدیث کے آخر میں امام ابو داود "قال ابوداود" کہہ کر متن کے الفاظ میں اختلاف کی طرف رہنمائی کرتے ہیں ؛"قال ابوداود" کے اس قول میں بعض نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے،مولانا سہارن پوری اولا ان نسخوں میں وارد ہونے والے اختلاف کو واضح کرتے ہیں پھر اس اختلاف کو حل کرنے کے لیے دیگر کتبِ حدیث سے اس سے ملتی جلتی روایت سے اسے حل کرتے ہیں۔اس ضمن میں اپنے عادت کے مطابق دلیل ضرور پیش کرتے ہیں،اس کی مثال کتاب الطہارۃ کے باب الرجل یدلک یدہ بالارض اذا استنجی کی اس روایت میں ملتی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے،اس کے آخر میں امام ابو داؤد نے اختلاف متن اور اختلاف سند کی طرف اشارہ کیا ہے: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: «ثُمَّ

مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ[39] مولانا سہار نپوری اس جملے کے بارے میں اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (قال أبو داود: في حديث وكيع) هذه الجملة ليست في النسخة المكتوبة لمولانا الشيخ أحمد علي المحدث، ولا في النسخة المطبوعة في مصر، ووجدت في النسخة المطبوعة الهندية، وعليها علامة النسخةوأما ما أخرجه النسائي: ففيه في رواية وكيع: "توضأ، فلما استنجى دلك يده بالأرض"[40] وكذلك ما أخرجه ابن ماجه[41] من رواية وكيع عن شريك،قال فيه: "إن النبي – صلى الله عليه وسلم – قضى حاجته، ثم استنجى من تور، ثم دلك يده بالأرض"، وليس فيهما ما ذكره أبو داود "ثم أتيته بإناء آخر فتوضأ"[42] " حدیث مذکور کے آخر میں قال ابوداؤد: حدیث وکیع الخ یہ جملہ شیخ احمد علی محدث کے نسخہ میں موجود ہے اور نہ ہی مصری نسخہ میں،البتہ ہند میں طبع ہونے والے نسخہ میں یہ عبارت موجود ہے۔ اگر اس عبارت کا، حدیث کی دوسری کتب میں آنے والی اسی روایت کے ساتھ تقابل کیا جائے تو سنن نسائی میں ہے: توضأ، فلما استنجى دلك يده بالأرض -جب کہ سنن ابن ماجہ میں إن النبي – صلى الله عليه وسلم – قضى حاجته، ثم استنجى من تور، ثم دلك يده بالأرض کے الفاظ ملتے ہیں،ان دونوں کتب میں کہیں بھی وہ الفاظ نہیں ملتے جو امام ابوداؤد نے اس روایت کے آخر میں اپنے "قال ابوداود" میں بیان کیے ہیں،اور وہ الفاظ یہ ہیں: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ -نسخوں کے اس اختلاف کے بعد مولانا سہار نپوری لکھتے ہیں: فالصحيح عندي أن الجملة المذكورة وهي "قال أبو داود: في حديث وكيع" دخل غلطًا من الناسخ بين جمل الحديث، ويدل عليه قول أبي داود في آخر الباب: وحديث الأسود بن عامر أتم، فإنه يدل دلالة واضحة أن رواية وكيع أنقص من رواية الأسود بن عامر [43]"میرے نزدیک جو درست بات ہے وہ یہ کہ: قال ابوداؤد: فی حدیث وکیع ،جملہ مذکورہ لکھنے والوں کی طرف سے غلطی کے ساتھ لکھا گیا ہے،اس پر دلیل خود امام ابوداؤد کا اپنا قول ہے جو باب کے آخر میں مذکور ہے اور وہ ہے: وحدیث الاسود بن عامر اتم،یعنی اسود بن عامر کی روایت زیادہ اتم ہے بنسبت وکیع عن شریک کی روایت سے۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث دو طرق سے مروی ہے ایک طریق ہے اسود بن عامر عن شریک اور دوسرا وکیع عن شریک ،دونوں طرق میں ذرا سا اختلاف ہے،وکیع عن شریک کی روایت کے آخر میں ہے: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ ،جب کہ اسود بن عامر کے طریق سے مروی روایت میں یہ الفاظ مذکور نہیں ہیں۔امام ابوداؤد نے باب کے آخر میں اسود بن عامر کی روایت کو اتم قرار دیا ہے اور یہی وہ روایت ہے جس کی تائید سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے،جب کہ وکیع کی روایت ان کتب کی بنسبت مختلف ہے۔ مولانا سہار نپوری نے اختلاف نسخ کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے ذاتی رجحان کو ذکر کر کے اختلاف کی تصحیح کرنے کے ساتھ ساتھ دلیل بھی دی ہے۔

راوی کے نام میں اشتباہ کا ازالہ

بعض نسخوں میں راوی کے نام بھی اختلاف پایا جاتا ہے،ایسے مقامات پر مولانا سہارن پوری سب سے پہلے اس اختلاف کی نشاندہی کرتے ہیں، بعد میں اس اشتباہ کو دور کرتے ہیں جو مختلف نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے پایا جاتا ہے، پھر اپنی رائے کا بھی اظہار کرتے ہیں جس سے بات مزید واضح ہو جاتی ہے۔اس کی مثال کتاب الاطعمۃ کے باب فی اکل اللحم کی اس روایت سے ملتی ہے جس میں ہے: (حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى[44])مولانا سہار نپوری لکھتے ہیں: هكذا في أكثر النسخ، وفي النسخة المكتوبة الأحمدية والمكتوبة المدنية: موسى بن عيسى، ولم أجد موسى بن عيسى في شيوخ أبي داود

أحدًا، فالظاهر أنه غلط من النساخ، وفي "الأطراف" : عن محمد بن عيسى بن الطباع، والظاهر أنه الصواب [45]"اس مقام پر زیادہ تر نسخوں میں یہی مذکور ہے: محمد بن عیسیٰ۔ لیکن نسخہ احمدیہ اور مدنیہ میں اس جگہ: حدثنا موسی بن عیسیٰ کے الفاظ ملتے ہیں، جب کہ میری تحقیق کے مطابق امام ابوداؤد کے شیوخ میں سے کوئی بھی موسی بن عیسی نہیں ہوئے، ظاہر بات ہے موسی بن عیسیٰ کو امام ابوداؤد کا شیخ قرار دینا صریح غلط ہے، پھر اس کی تائید کتب اطراف سے بھی ہوتی ہے جہاں مذکور ہے: عن محمد بن عیسی بن الطباع۔ لہذا معلوم ہوا کہ راوی محمد بن عیسی ہی درست ہے اور کتب اطراف بھی بتاتی ہیں کہ امام ابوداؤد کے شیخ کا نام محمد بن عیسیٰ تو ہے لیکن موسیٰ بن عیسیٰ نہیں"۔

متن کے لفظ میں اختلاف اور اس کی توضیح

کبھی متن میں وارد ہونے والے کسی صیغے میں نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے ایسی صورت میں ہر ایک صیغہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان کے معانی میں جو اختلاف ہوتا ہے اسے بھی واضح کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الاطعمۃ کے باب الرجل یدعیٰ فیری مکروھا کی اس روایت سے ملتی ہے جس کے راوی حضرت سفینہ بن عبد الرحمن ہیں: عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ رَجُلًا، ضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا[46] "حضرت سفینہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا، آپ نے اس کے لیے کھانا تیار کروایا"۔ مذکورہ حدیث کی تشریح کے دوران اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: وأما على نسخة: "أضاف"، كما في النسخة التي عليها المنذري، فمعناه جعل الرجل علي بن أبي طالب ضيفًا له، فصنع أي الرجل له، أي لعلي طعامًا، وأهدى إلى علي[47]" بہرحال اس نسخے کے مطابق جسے علامہ منذری نے اختیار کیا ہے اس میں ضاف کی جگہ اضاف کا لفظ ہے، جس کے معنی یہ ہیں "ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت کی، اور کھانا تیار کروایا، اور انہیں ھدیہ کیا"۔ جب کہ عام نسخوں میں ضاف کے الفاظ ملتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کی دعوت کی اور اس کے لیے کھانا تیار کروایا۔ مولانا سہارنپوری نے اس جگہ اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کر کے معنی کی تعیین بھی کر دی لیکن اولیٰ اور اصوب کی طرف رہنمائی نہیں کی، اگر ایسا ہو جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

راوی کے نام میں نقطوں کا اختلاف

بعض اوقات کسی راوی کے نام میں نقطوں کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور اس اختلاف کی اصل وجہ مختلف نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے، ایسے میں اس اختلاف کو دلیل کے ساتھ حل کرتے ہیں، اور اس بارے جو غلطی ہو، اسے بھی واضح کرتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الاطعمۃ کے باب مایقول اذا طعم کی اس روایت سے ملتی ہے جس کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں: عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ»[48]"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، اور پلایا اور ہمیں فرمانبرداروں میں سے بنادیا"۔ مولانا سہارنپوری حدیث مذکور میں آنے والے راوی اسماعیل بن ریاح کے بارے میں لکھتے ہیں: قلت: أما في جميع نسخ أبي داود من المكتوبة والمطبوعة ففيها: إسماعيل بن رباح منقوطة بنقطة واحدة، وهو غلط من النساخ، والصواب بالياء التحتانية، كما صرح به الحافظ في

"التقریب" و"تهذیب التهذیب"[49]"میں یہ کہتا ہوں کہ سنن ابی داؤد کے تمام نسخوں چاہے وہ مکتوبہ ہوں یا مطبوعہ، میں ہے: اسماعیل بن رباح یعنی باء کے ساتھ مذکور ہے، لیکن یہ لکھنے والوں کی غلطی ہے، جب کہ درست "ریاح" ہے یعنی یاء کے ساتھ، اس بات کی صراحت حافظ ابن حجر نے اپنی کتب تقریب اور تھذیب التھذیب میں کی ہے"۔

متن کے الفاظ میں اختلاف

کبھی کبھی بغیر تصحیح کے اختلاف نسخ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اس کی مثال کتاب الادب کے باب الرجل یحب الرجل علی خیر یراہ کی اس روایت سے ملتی ہے جس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَصْحَابَ النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ لَمْ أَرَهُمْ[50] "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اس سے پہلے اتنا خوش نہیں دیکھا"۔ مذکورہ حدیث میں" رَأَيْتُ أَصْحَابَ النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کی تشریح میں مولانا سہارنپوری اختلاف نسخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هكذا في المجتبائية والمكتوبة الأحمدية، وأما في النسخة المدنية التي عليها المنذري والنسخة المدنية الأخرى والمصرية المطبوعة ففيها: قال: رأيت أصحاب رسول الله – صلى الله عليه وسلم – فرحوا بشيء لم أرهم[51]"مولانا سہارنپوری فرماتے ہیں کہ نسخہ مجتبائیہ اور احمدیہ میں تو اصحاب النبی ﷺ کے الفاظ ہیں، لیکن نسخہ مدنیہ، جس کو علامہ منذری نے اختیار کیا ہے، اور مصری نسخہ میں اصحاب النبی ﷺ کے جگہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مذکورہ ہیں"۔ مولانا سہارنپوری نے اس جگہ اختلاف نسخ کی طرف اشارہ تو کیا ہے لیکن کون سا نسخہ اقرب الی الصواب ہے؟ اس کی طرف رہنمائی نہیں کی۔

راوی کے نام میں اشتباہ کی وجہ سے حدیث کی حیثیت میں فرق

بعض اوقات نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے حدیث کا حکم بھی بدل جاتا ہے، ایسے مقامات میں مولانا سہارنپوری جہاں نسخوں کے اختلاف کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہیں حدیث کے بدلتے ہوئے حکم کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الادب کی باب فی حق المملوک کی اس روایت سے ملتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ بَعْضِ بَنِي رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ»[52] "حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا برکت کا باعث ہے اور بد اخلاقی نحوست ہے"۔ مذکورہ روایت میں آنے والی عبارت" رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ" کی تشریح کرتے ہوئے مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: هكذا في المجتبائية والمكتوبة الأحمدية وإحدى النسختين المدنيتين، والمصرية، ونسخة "العون"[53]"مجتبائیہ، احمدیہ اور مدنی نسخوں میں سے ایک نسخہ، مصری، اور صاحب عون کے نسخوں میں راوی کا یہی نام "یعنی رافع بن مکیث "مذکور ہے"۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: وأما في الكانفورية والنسخة المدنية التي عليها المنذري ففيهما: عن بعض بني رافع بن مكيث، عن عمه الحارث بن رافع بن مكيث،[54]" جب کہ کانپور والے نسخہ اور وہ مدنی نسخہ جسے علامہ منذری نے اختیار فرمایا ہے، اس میں یوں لکھا ہے عن بعض بني رافع بن مكيث، عن عمه الحارث بن رافع بن مكيث "۔ نسخوں کے اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے

ہوئے مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: فعلى النسخة الأولى الحديث منقطع، بل معضل، لأن بعض بني رافع وهو محمد بن خالد بن رافع ليس له رواية عن رافع، وبينهما سقط الحارث وآخر، وأما على النسخة الثانية فالحديث مرسل كالحدلث الآتي، وفي بعض النسخ: عن بعض بني رافع بن مكيث، عن عمه الحارث بن رافع بن مكيث، عن رافع بن مكيث، وعلى هذه النسخة فالحديث مرسل أيضًا[55]" پہلے نسخہ کے مطابق تو یہ حدیث منقطع ہے، بلکہ معضل ہے، اس لیے کہ بعض بنی رافع سے مراد محمد بن خالد بن رافع ہیں، جن کی حضرت رافع سے براہ راست کوئی روایت نہیں ہے، بلکہ ان کے درمیان حضرت حارث اور دیگر رواۃ کا فاصلہ ہے، جس کی بناء پر یہ حدیث منقطع ہوئی۔ البتہ دوسرے نسخہ کے مطابق حدیث مرسل ہے"۔ مولانا سہارنپوری نے جہاں نسخوں کے اختلاف کو بیان کیا وہیں پر حدیث پر بھی حکم لگایا ہے، اور ساتھ وجہ کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

سلسلہ سند میں راوی کا انقطاع وعدم انقطاع

بعض اوقات سلسلہ سند میں کسی راوی کے انقطاع وعدم انقطاع کے بارے میں نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے، مولانا سہارن پوری نہ صرف نسخوں کے اختلاف کی وضاحت کرتے ہیں بلکہ اپنے موقف پر دیگر کتب حدیث سے بھی استدلال کر کے اسے واضح کرتے ہیں۔ اس کی مثال سنن ابی داود کے کتاب الظہار کی اس روایت سے ملتی ہے جسے امام ابوداود نے حدیث کے دیگر طرق کی طرف رہنمائی کے لیے ذکر کیا ہے: (حدثنا زياد بن أيوب، نا إسماعيل) بن علية، (نا الحكم بن أَبَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابْنِ عَبَّاسٍ، عن النَّبِيِّ – صلى الله عليه وسلم – نَحْوَهُ[56] اس سند میں عکرمہ کے بعد ابن عباس کے الفاظ کے بارے میں سنن ابی داود کے نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، اکثر نسخوں میں ابن عباس کے الفاظ ہیں لیکن بعض میں نہیں ہیں۔ مولانا سہارن پوری اس اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أبان، عن عكرمة، عن ابن عباس) كذا في جميع نسخ أبي داود الموجودة عندنا بذكر قوله: "عن ابن عباس" بعد قوله: "عكرمة"، إلَّا في النسخة المكتوبة الأحمدية، فإن فيها في أصل النسخة: "عن عكرمة، عن النبي – صلى الله عليه وسلم –" من غير ذكر ابن عباس، ولكن رقم بقلم خفي فيها: "عن ابن عباس"، كأنه لم يكن في أصل النسخة، وزيد بعدها، والظاهر أنه غير صحيح، وكذا ما في جميع النسخ من لفظ "عن ابن عباس" غير صحيح[57] "اس سند میں عکرمہ کے بعد ابن عباس کے الفاظ سنن ابی داود کے تقریباً تمام نسخوں میں موجود ہیں، مگر نسخہ احمدیہ میں یہ الفاظ نہیں ہیں، اس نسخے میں عکرمہ کے بعد عن النبی ﷺ کے الفاظ ہیں، لیکن وہاں عکرمہ کے بعد ابن عباس کے الفاظ بعد میں لکھے گئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اضافہ کیا گیا ہے، جو اصل نسخے کا حصہ نہیں تھا، اسی طرح ہمارے پاس موجود سنن ابی داود کے جتنے نسخوں میں عکرمہ کے بعد ابن عباس کے الفاظ ہیں یہ سب غیر صحیح ہیں۔ اس کی دلیل نصیب الرایہ کی وہ روایات ہیں جنہیں امام زیلعی نے مرسلا روایت کیا ہے اگر ابن عباس کے الفاظ صحیح ہوتے تو امام زیلعی اس روایت کو کبھی کبھی مرسلا کہہ کر روایت نہ کرتے۔ مولانا سہارن پوری نے امام زیلعی کی تمام اسناد کا تذکرہ بھی کر دیا ہے: والدليل عليه أن العلامة الزيلعي قال في "نصب الراية" في باب الظهار: وأخرجه أبو داود، عن سفيان، عن الحكم بن أبان، عن عكرمة، أن رجلًا، فذكره مرسلًا، وكذلك أخرجه عن إسماعيل، عن الحكم مرسلًا، فشهد الزلجحي أن هذا الحديث في رواية

إسماعيل عن الحكم مرسل، فلو كانت زيادة قوله: "عن ابن عباس" في هذا السند صحيحة لم يكن مرسلًا، بل كان مسندًا، فدل ذلك على أن هذا في السند لفظ "عن ابن عباس" غلط من الكاتب، والله تعالى أعلم[58]

خلاصہ بحث

کتب حدیث میں سنن ابوداود کو اپنی ثقاہت کے اعتبار سے بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے، جس کی وجہ سے علماء کی طرف سے اس کی بہت ساری شروحات لکھی گئیں، علمائے عرب کے ساتھ ساتھ علمائے ہندنے بھی اپنی خدمات پیش فرمائی ۔ برصغیر کے علمائے محدثین میں سے ایک نام مولانا خلیل احمد سہارن پوری کا بھی ہے جنہوں نے بذل المجہود فی حل سنن ابی داود کے نام سے چودہ مجلدات میں شرح لکھ کر علمائے احناف کی طرف سے قرض چکایاہے۔یہ کتاب خصوصیات کی وجہ سے اہل علم کی توجہ کا مرکز رہی ہے ،اس کتاب کی من جملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ممدوح مولف شرحِ حدیث کے دوران سنن ابی داود کے مختلف نسخوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شرح کرتے ہیں۔ نسخوں کا اختلاف بعض اوقات حدیث کی حیثیت پر اثرانداز ہوتاہے، جسے خاص طور پر حل کرتے ہیں؛ایسی صورت میں ساگر مختلف نسخوں کو ملانے سے مسئلہ حل نہ ہورہاہو تو ہو پھر دیگر کتب سنن کی ان روایات سے استفادہ کرتے ہیں جو اس روایت سے ملتی جلتی ہو۔ بعض اوقات راوی کے نام میں یاامام ابوداود کی طرف سے حدیث کے آخر میں کی گئی تشریح میں الفاظ مختلف ہوتے ہیں مولانا سہارن پوری نسخوں کے اختلاف کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی تشریح بھی کردیتے ہیں اور اپنی رائے بھی بیان کرتے ہیں۔ بعض نسخوں ترجمۃ الباب کے تحت آنے والی احادیث میں بھی اختلاف پایاجاتاہے ؛ کسی نسخے میں وہ حدیث کسی اور باب میں ہوتی ہے جب کہ دوسرے نسخے میں کسی اور باب میں؛ مولاناسہارن پوری ایسی صورت میں اس حدیث کا اصل مقام بھی واضح کردیتے ہیں کہ یہ حدیث کس ترجمۃ الباب کے زیادہ مناسب ہے۔

References

[1] میرٹھی، مولانا محمد عاشق الٰہی، تذکرۃ الخلیل، مکتبۃ الشیخ، بہادرآباد کراچی، ص۲۷۳۔

[2] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۶۸۔

[3] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۷۲۔

[4] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۷۳۔

[5] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۷۶۔

[6] سہارن پوری، مولانا خلیل احمد، مقدمہ بذل المجہود، دارالبشائرالاسلامیہ، بیروت، ۲۰۰۶ء ج ا ص ۴۴۔

[7] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۸۲۔

[8] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۸۲۔

[9] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۸۲۔

[10] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۸۲۔

[11] میرٹھی، تذکرۃ الخلیل، ص۲۸۲۔

---

12 سہارن پوری، مقدمہ بذل المجہود ج ۱ ص ۱۵۸۔

13 مولانا محمد عاقل، الدر المنضود علی شرح سنن ابی داؤد، مکتبہ خلیلیہ محلہ مفتی، یوپی، سہارن پور، س۔ن، ج ۱ ص ۵۶۔

14 عظیم آبادی، ابو طیب محمد شمس الحق، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط2، 1415ھ، ج ۴ ص ۵۴۹۔

1515 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المہود، ج ۱ ص ۱۲۶۔

16 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المہود، ج ۱ ص ۱۲۷۔

17 لؤلؤی کے مکمل حالات اننے کے لئے ملاحظہ ہو: ذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۵ ص ۳۰۷۔

18 السمعانی، ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن محمد، الانساب (مطبعۃ ملس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد دکن الھند، ط ۱، ۱۳۸۶ھ)، ج ۴ ص ۱۹۶۔

19 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۲۸۔

20 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ ط ۲، ۱۳۹۲ھ) ص ۹۳۔

21 البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س ن)، ج ۶ ص ۳۹۵۔

22 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۲۹۔

23 مولانا محمد عاقل، الدر المنضود ج ۱ ص ۷۰۔

24 سلیمان الدمنتی، درات مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد، دار الکتب الحدیثۃ، قاہرہ، ط 1289ھ)، ص ۲۔

25 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۲۹۔

26 ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، النکت علی ابن الصلاح (عمان: مکتبۃ الفرقان، عمان، ط ۲، ۱۴۲۴ھ)، ج ۱ ص ۴۴۱۔

27 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۵۷۔

28 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۵۷۔

29 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۵۷۔

30 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۵۷۔

31 سہارن پوری، (مقدمہ) بذل المجہود، ج ۱ ص ۱۵۷۔

32 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۱۰ ص ۶۱۴ تا ۶۲۲۔

33 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۱۳ ص ۵۴۹۔

34 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۱ ص ۵۷۷۔

35 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۱ ص ۵۷۷۔

36 سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی اقطاع الارضین، رقم الحدیث: ۳۰۶۳۔

37 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۰ ص ۳۰۱۔

38 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۸ ص ۱۷۶۔

39 سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب الرجل یدلک یدہ بالارج اذا استنجیٰ، رقم الحدیث: ۴۵۔

40 **پوری روایت یوں ہے:** أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «تَوَضَّأَ، فَلَمَّا اسْتَنْجَى دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْض سنن نسائی،کتاب الطہارة،باب دلک الید بالارض بعد الاستنجاء،رقم الحدیث:**۵۰**.

41 **پوری روایت یوں ہے:** حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «قَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ- **سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارة، باب من دلک یدہ بالارض بعد الاستنجاء، رقم الحدیث:۳۵۸۔**

42 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ا ص ۳۱۱، ۳۱۰۔

43 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ا ص ۳۱۱۔

44 سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی اکل اللحم، رقم الحدیث:۳۷۷۹۔

45 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۱ ص ۵۰۴۔

46 سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب الرجل یدعی فیری مکروھا، رقم الحدیث:۳۷۵۵۔

47 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۱ ص ۴۸۳۔

48 سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب مایقول اذا طعم، رقم الحدیث:۳۸۴۹۔

49 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۱ ص ۵۷۴، ۵۷۴۔

50 سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل یحب الرجل علی خیر یراہ، رقم الحدیث:۵۱۲۷۔

51 سہارنپوری، بذل المجہود، ج ۱۳ ص ۵۱۷۔

52 سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوک، رقم الحدیث:۵۱۶۲۔

53 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۱۳ ص ۵۴۹۔

54 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۱۳ ص ۵۴۹۔

55 سہارن پوری، بذل المجہود، ج ۱۳ ص ۵۴۹۔

56 سنن ابی داود، باب فی الظہار، رقم:۲۲۲۴۔

57 سہارن پوری، بذل المجہود ج ۸ ص ۲۴۹۔

58 سہارن پوری، بذل المجہود ج ۸ ص ۲۴۹۔

Bibliography in Roman

- Meerthi, Maulana Muhammad Aashiq Ilahi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Maktabah-tush-Sheikh, Bahadurabad Karachi, Safha 273.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 268.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 272.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 273.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 276.
- Saharanpuri, Maulana Khalil Ahmad, **Muqaddimah Bazl-ul-Majhood**, Dar-ul-Basha'ir al-Islamiyyah, Beirut, 2006, Jild 1, Safha 44.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 282.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 282.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 282.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 282.
- Meerthi, **Tazkirat-ul-Khaleel**, Safha 282.
- Saharanpuri, **Muqaddimah Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 158.
- Maulana Muhammad Aqil, **ad-Durr-ul-Mandood ʻala Sharh Sunan Abi Dawood**, Maktabah Khaliliyyah, Mohalla Mufti, UP, Saharanpur, Sanah Na-Maloom, Jild 1, Safha 56.
- Azeemabadi, Abu Tayyib Muhammad Shams-ul-Haq, **ʻAwn-ul-Maʻbood Sharh Sunan Abi Dawood**, Dar-ul-Kutub al-ʻIlmiyyah, Beirut, Tabʻa 2, 1415h, Jild 4, Safha 549.
- Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 126.
- Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 127.
- Lu'lu'i ke mukammal halaat jaanne ke liye mulaahizah ho: Zahabi, **Siyar Aʻlam-un-Nubala**, Jild 15, Safha 307.
- As-Samʻani, Abu Saʻd ʻAbdul Kareem bin Muhammad bin Muhammad, **al-Ansab** (Matbaʻat Majlis Da'irat-ul-Maʻarif al-ʻUsmaniyyah, Hyderabad Deccan al-Hind, Tabʻa 1, 1386h), Jild 4, Safha 196.
- Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 128.
- As-Suyuti, Jalal-ud-Deen ʻAbdur Rahman bin Abi Bakr, **Tadreeb-ur-Rawi fi Sharh Taqreeb-in-Nawawi**, al-Maktabah al-ʻIlmiyyah, al-Madinah al-Munawwarah, Tabʻa 2, 1392h, Safha 93.
- Al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmad bin ʻAli bin Thabit, **Tareekh Baghdad**, Dar-ul-Kutub al-ʻIlmiyyah, Beirut, Sanah Na-Maloom, Jild 6, Safha 395.
- Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 129.
- Maulana Muhammad Aqil, **ad-Durr-ul-Mandood**, Jild 1, Safha 70.
- Sulaiman ad-Dimanti, **Durrat Mirqat-is-Suʻood ila Sunan Abi Dawood**, Dar-ul-Kutub al-Hadeethiyyah, Qahirah, Tabʻa 1289h, Safha 2.
- Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 129.

Ibn Hajar, Abu-l-Fazl Ahmad bin ʻAli bin Hajar al-ʻAsqalani, **an-Nukat ʻala Ibn-is-Salah**, Amman: Maktabah-tul-Furqan, Tabʻa 2, 1424h, Jild 1, Safha 441.

Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 157.

Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 157.

Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 157.

Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 157.

Saharanpuri, (Muqaddimah) **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 157.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 10, Safha 614–622.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 13, Safha 549.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 11, Safha 577.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 11, Safha 577.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ul-Kharaj, Bab fi Iqtaʻ-il-Aradeen, Raqam-ul-Hadeeth: 3063.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 10, Safha 301.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 8, Safha 176.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ut-Taharah, Bab ar-Rajul Yadluk Yadah bil-Ard idha istanja, Raqam-ul-Hadeeth: 45.

Poori riwayat yun hai:

Akhbarana Muhammad bin ʻAbdillah bin-il-Mubarak al-Mukhrimi, qala: Haddathana Wakiʻ, ʻan Shareek, ʻan Ibrahim bin Jareer, ʻan Abi Zurʻah, ʻan Abi Hurairah, anna-n-Nabiyya ﷺ tawadda'a, falamma istanja dalaka yadahu bil-ard.

Sunan Nasai, Kitab-ut-Taharah, Bab Dalk-il-Yad bil-Ard baʻd-al-Istinja, Raqam-ul-Hadeeth: 50.

Poori riwayat yun hai:

Haddathana Wakiʻ, ʻan Shareek, ʻan Ibrahim bin Jareer, ʻan Abi Zurʻah bin ʻAmr bin Jareer, ʻan Abi Hurairah, anna-n-Nabiyya ﷺ qada hajatahu, thumma istanja min taur, thumma dalaka yadahu bil-ard.

Sunan Ibn Majah, Kitab-ut-Taharah, Bab man dalaka yadahu bil-ard baʻd-al-istinja, Raqam-ul-Hadeeth: 358.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 310–311.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 1, Safha 311.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ul-Atʻimah, Bab fi Akli-l-Lahm, Raqam-ul-Hadeeth: 3779.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 11, Safha 504.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ul-Atʻimah, Bab ar-Rajul Yudʻa fa-yara Makroohan, Raqam-ul-Hadeeth: 3755.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 11, Safha 483.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ul-Atʻimah, Bab ma Yaqool idha Taʻima, Raqam-ul-Hadeeth: 3849.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 11, Safha 574–575.

Sunan Abi Dawood, Kitab-ul-Adab, Bab ar-Rajul Yuhibb-ur-Rajul ʻala Khairin Yarah, Raqam-ul-Hadeeth: 5127.

Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 13, Safha 517.

- **Sunan Abi Dawood**, Kitab-ul-Adab, Bab fi Haqq-il-Mamlook, Raqam-ul-Hadeeth: 5162.
- Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 13, Safha 549.
- Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 13, Safha 549.
- Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 13, Safha 549.
- **Sunan Abi Dawood**, Bab fi-z-Zihar, Raqam: 2224.
- Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 8, Safha 249.
- Saharanpuri, **Bazl-ul-Majhood**, Jild 8, Safha 249.